مطبوعات

عبرت نامۂ سمرقند از نصیر بابائی بخاری - ترتیب و تدوین : ڈاکٹر لعل بہا صاحب صدر شعبۂ تاریخ و ڈاکٹر محمد ساعد صاحب صدر شعبۂ جغرافیہ (پشاور یونیورسٹی) - باہتمام : انسٹی ٹیوٹ آف ریجنل اسٹڈیز پشاور - ناشر : ادارہ معارفِ اسلامی منصورہ لاہور (کوڈ نمبر ۵۳۵۷) دبیز سفید کاغذ ، اُجلی طباعت ، رنگین سرورق ، دبیز آرٹ پیپر - صفحات : ۲۰۸ قیمت : ۴۲/- روپے -

قطرہ ہائے خونِ جگر سے لکھی ہوئی یہ کتاب شاید اشک آلود آنکھوں کے ساتھ ہی پڑھی جائے گی - "صبح بخارا" (JOSHUA KUNITZ) کی کتاب پڑھنے کے بعد اس کتاب نے نئے اور تفصیلی احوال بے نقاب کیے - وہ میدانِ جنگ سے باہر کے ایک مخالفِ اسلام یہودی کا تبصرہ تھا جس کے بیان کا جھکاؤ فاتحین کی جانب تھا - یہ کتاب خود مفتوحین کا جوابِ دعویٰ بھی ہے ، اپنے اُوپر تبصرہ بھی ، اور نوحہ بھی -

اِسے پڑھتے ہوئے میرے ذہن کے سامنے تاریخ کا سارا فلم گھومنے لگا اور میں نے دیکھا کہ جدید دَورِ الحاد کی اُٹھائی ہوئی سامراجی طاقتوں سے زیادہ ظالم طاقت شاید چنگیز و ہلاکو کو بھی ثابت نہ کیا جا سکے - اور دوسری طرف میں نے دیکھا کہ اندلس میں ، بربر میں ، ارضِ فلسطین میں ، ترکیہ میں ، سرزمینِ عرب کے مختلف گوشوں میں ، اور برِصغیر میں ہر جگہ اس طوفانِ بلا کا خون کے آخری قطرے تک مقابلہ کرنے والی قوم صرف قومِ محمدیؐ تھی - باقی سب نے سر جھکا دیئے اور فاتحین سے سودے چکا کر ان کے ہاتھوں کی تلواریں بن گئے - مسلمانوں نے سر جھکانے کے بجائے بلا لحاظ اس کے کہ سر کٹانے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے - ان کا ایمان ظلم کے آگے جھکنے کا روادار

نہیں تھا - اور پھر مجھے یہ دردناک احساس بھی ہوا کہ تقریباً ہر جگہ ہماری شکست کا سبب ہمارے ہاں کے ضمیر فروش ہی تھے - ہمیں شمشیر کہیں بھی نہ جھکا سکی ، تزویر مار گئی -

آپ کتاب کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھنا چاہیں تو "مقدمہ" ملاحظہ فرمالیں — بخارا کا رقبہ ۲۲۴۰۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۴۰ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی - اس سلطنت کو نہایت خطرناک حالات میں امیر بخارا ، اس کے علما اور سرداروں اور لشکریوں اور عوام نے بہت دیر تک دشمن کا لقمہ بننے سے روکے رکھا - تاشقند میں سُرخ جھنڈا ۱۹۱۷ء (ستمبر اکتوبر) میں لہرا دیا گیا - ۱۹ / فروری ۱۹۱۸ء کو قوقند حکومت ختم ہو گئی اور ایک رُوسی رپورٹ میں اسے مُردہ شہر کہا گیا - یہیں سے سماجی تحریک (دراصل تحریک حریت پسنداں) شروع ہوئی -

پھر مسلمانوں کے اندر احمق دانشوروں اور جدیدیوں نے کالی سوف (فاتح قوقند) کو بخارا پر حملہ کرنے کی ترغیب دی - ۱۰ / مارچ ۱۹۱۸ء کو جنگی کارروائی کا گولہ بخارا کے سر پر پھٹا - یہ سب کچھ فرقۂ منورین ، عظیم ترکستان کے علمبردار جدیدیوں اور فرقۂ ریاش بخارا کا کیا دھرا تھا - واللہ ! جس شان سے شکست کے محاذ پر کھڑے ہو کر بخارا والوں نے فاتح ظالم کی مزاحمت کی ہے اُس کی کوئی مثال سوائے افغانستان کے نہ ملے گی - یہ ہے وہ فنڈامنٹلزم جس سے مغرب پر کپکپی طاری ہوتی ہے - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سچّے اُمتی جان کی بازی ہارتے ہوئے ایسی ایسی کاری ضربیں دشمن کو لگاتے ہیں کہ کسی دوسری قوم کے پاس جواب نہیں ! مزاحمت کا ایک ذرا سا منظر ص ۱۱۰ پر ملاحظہ فرمایئے - ص ۱۳۳ ، ۱۳۴ بھی دیکھیے - ۲ / دسمبر ۱۹۲۰ء کو سقوطِ بخارا ہوا - پھر جو قتلِ عام ہوا ، علما اکابر کا جس طرح خون بہایا گیا ، مسجدیں اور مدرسے تباہ کیے گئے - کتب خانے جلائے گئے ، مُسلم عورتوں کے نقاب جبراً نوچے گئے ، یہ داستانیں پڑھیے - کتنا شدید انتقامی تعصب ہے - غیر مُسلموں خصوصاً ملحدوں کو مسلمانوں کے خلاف — کہ یہ دلیری سے ہمارا مقابلہ کیوں کرتے ہیں -

اور یاد رکھیے کہ افغانستان میں بھی ایسے سازشی کام کر رہے ہیں اور پاکستان میں بھی ایسے جدیدیے اور منورین خیالات و نظریات کے جال مکڑیوں کی طرح پھیلا رہے ہیں کہ اگر آپ

نے ہوش سے کام نہ لیا، بلکہ اگر افغانستان کو نہ بچایا (جیسے تاشقند کو پہلے ہڑپ کیا گیا تھا)
تو آپ اپنے آپ کو بخارا کے انجام سے نہیں بچا سکتے۔
تاریخ نے پاس ہی نصف صدی پہلے آپ کے لیے درسِ عبرت لکھ کر اُفق پر آویزاں
کر دیا ہے۔ چاہیں تو پڑھ کر سبق لیں اور چاہیں تو دانشورانہ حماقتوں کے دو جام اور چڑھا
کر دفت کی تلوار اور واقعات و احوال کے اسلحہ کو دوسروں کے لیے چھوڑ دیں جنھیں قدرت
نے آپ کی سزا کے لیے مقرر کر رکھا ہوگا۔

علمائے احناف کے حیرت انگیز واقعات تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ناشر: موتمر المصنفین دارالعلوم
حقانیہ۔ ملنے کے کئی پتوں میں سے لاہور کا ایک پتہ: مکتبہ مدنیہ،
۱۷۔اُردو بازار، لاہور۔ سفید کاغذ، مناسب کتابت و طباعت، جلد مضبوط مع سنہری ڈاٹی
وحاشیہ۔ صفحات: ۲۷۶۔ قیمت: ۵۱/ روپے۔

اس کتاب کی جلد اوّل پہلے شائع ہو چکی ہے جس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے سوانح
اور علمی فضائل اور تدریسی اور فقہی کمالات کا ذکر ہے۔ اب اس دوسری جلد میں امام عالی مقام
کے دو نامور شاگردوں کا تفصیلی بیان ہے۔

امام ابو یوسفؒ نے اپنے استاد سے ۱۷ سال تعلیم پائی۔ اور ۱۷ ہی سال تک منصبِ قضا
پر کام کیا۔ جملہ ۳۰ مشائخ و اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اوّل درجے کے ایک سو قوی الحافظہ
لوگوں میں شمار ہوتے۔ ۴۰ ہزار حدیثیں ایک ہی سماعت کے بعد فوراً سُنا دیتے۔ غریبی کی وجہ
سے حصولِ تعلیم کے لیے سسرالی مکان کے شہتیر بیچ ڈالے۔ کاغذ نہ خرید سکتے تو جانوروں
کی ہڈیوں اور پسلیوں پہ لکھتے۔ اہل و عیال نے فاقہ و عسرت کا لمبا دور گذارا۔ صاجزادے
کے انتقال اور والد کے جنازے میں نہ شریک ہو سکے۔ فرمایا: میری بات دلیل و حجت
کے بغیر نہ ماننا۔ بادشاہ کے سامنے اپنے علم، اپنے ایمان اور عہدۂ قضا کی آبرو کا خوب
تحفظ کیا۔

اِسی طرح امام محمدؒ کی شخصیت بڑی گراں بہا ہے۔ ایک ہفتہ میں قرآنِ حکیم کا حفظ واستحضار (پہلے غالباً جستہ جستہ بڑے حصے یاد تھے، درمیانی خلا پُر کر لیے)۔ امام کسائی سے تبادلۂ خیال، امام مالکؒ سے استفادہ اور ایک مباحثہ، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا موازنہ، کتاب الحجج کی تیاری، اس سے امام شافعیؒ کا تاثر، اسد بن فرات کا استفادہ اور مباحث، یہ وضاحت کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا اختلاف صرف ۳۲ مسائل میں ہے۔ امام شافعیؒ سے تعلقِ خاطر اور ان پر خاص نظر، دربار میں امام شافعیؒ کی جان بخشی کرانے کا واقعہ، امام شافعیؒ کو امام محمدؒ سے استفادہ پر فخر تھا۔ "معاہدہ امن" کے سلسلے میں تنی ہوئی تلوار کے سامنے بادشاہ کی رائے کے خلاف امام محمدؒ کی حق گوئی، شاہی عتاب، امام کا فتویٰ کہ خلفائے راشدین کی دی ہوئی امان واپس نہیں لی جا سکتی، اسی عالم میں بادشاہ کی طرف سے قاضی القضاۃ کے عہدے کی پیش کش۔ امام شافعیؒ کا یہ ارشاد کہ میں نے امام محمدؒ جیسا ناسخ ومنسوخ اور حلال وحرام اور ان کی علتوں کا جاننے والا نہیں پایا۔ یہ چند جھلکیاں ہیں جن سے آپ امام محمدؒ کا مرتبہ معلوم کر سکتے ہیں۔

حیران ہوں کہ ایسے پایہ ومعیار کے اُستاد اور شاگرد اب کتنے کم یاب بلکہ نایاب ہیں۔

میں چونکہ پہلے سے خاندانی تعلیم ومعمولات کی وجہ سے فقہ حنفی سے متوسل رہا ہوں اور فقہ کی ضرورت کو بھی سمجھتا ہوں اور ان میں وجوہِ اختلاف کو بھی جانتا ہوں اس لیے ائمہ کے متعلق میری رائے کبھی بھی غیر محتاط نہیں رہی۔ حتیٰ کہ غیر حنفی ائمہ کو بھی اپنا سرتاج اور سرچشمۂ علم و ہدایت مانتا ہوں۔ لیکن اس کتاب کی مدد سے مجھے فقہ کے خلاف اس دور کے دین گریز لوگوں کے پروپیگنڈے کی لایعنیت اور بھی اچھی طرح معلوم ہوئی۔ اِسی طرح ہمارے بعض وہابی دوست جب یک دم ایک یُرش ائمہ حنفیہ کی خدمات پر پھیر دیتے ہیں تو ان کو یہ سمجھانا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت اکابر احادیث کے پابند اور متلاشی اور اُن کی چھانٹ پرکھ کرنے کے علاوہ تفقہ کے ساتھ اُن سے اخذِ احکام کرتے تھے۔ راقم حنفی ہی نہیں، اہل حدیث کا بھی ساتھی ہے۔ مگر اس معنی میں کہ بہت سی احادیث کے سندی ضعف ومضبوطی کے ساتھ دِرایتی پرکھ بھی

ضروری ہوتی ہے اور احادیث کے معنی ڈکشنری ہی سے نہیں، صحابہ کی پوری جماعت شاگردانِ رسول پاکؐ کے معمولات کے ذریعے بھی ہوتی ہے کہ کن چیزوں کو حضورؐ نے دیکھ کر پسند کیا یا منع نہیں فرمایا۔

بہر حال آپ قرآن و سنت کے بعد فقہ کو مانیں نہ مانیں، خصوصاً فقہ حنفیہ سے آپ کو کدہو ہوا کرے۔ لیکن مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی زیرِ نظر کتاب کو ضرور پڑھ لیں جو درحقیقت ائمہ کے بسیط احوال و مقامات کی محض تلخیص ہے۔

بزمِ اقبال کی ۳ تازہ کتب "بزمِ اقبال" حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، فکر اور شاعری پر مسلسل اور نو بہ نو کام کرنے کی وجہ سے شہرت رکھنے والا ادارہ ہے۔ حال ہی میں اس ادارہ نے ۳ کتابیں شائع کی ہیں:

۱۔ اقبال شناسی اور محور — مرتب جناب رفیع الدین ہاشمی
۲۔ اقبال شناسی اور جنرل ریسرچ — " " " "
۳۔ اقبال شناسی اور سیارہ — مرتب جعفر بلوچ

طباعت ٹائپ سے ہے اور اچھی جلد بندی ہے۔ قیمتیں علی الترتیب، ۲۵/- روپے، ۹۰/- روپے اور ۹۰/- روپے ہیں۔

اہلِ تحقیق بھی عجب مخلوق ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے آسمان پر اُڑنے والا ایک پرندہ اپنی چھوٹی سی آنکھ کی صفاتِ دُوربینی و خوردبینی کے بَل پر جان لیتا ہے کہ نیچے پھیلے ہوئے خوانِ مدِّ میں پر، یا کسی درخت یا پودے پر، کسی مکان کے آنگن میں یا چھت پر اس کے مقدر کا کوئی دانہ و قطرہ پڑا ہے۔ پھر وہ تیر کی طرح نشانے پر پہنچتا ہے اور اپنا رزق لے اُڑتا ہے۔ اس محقق کی نگاہ چاروں طرف دُور دُور تک دیکھ لیتی ہے کہ اس کے موضوع سے متعلق کوئی مواد کہاں موجود ہے۔ اس کی مثال یہ کتابیں پیش کرتی ہیں۔

"محور" جو پنجاب یونیورسٹی کا میگزین ہے اس میں اقبال کے متعلق جو مضامین شائع ہوئے

ان کا ایک انتخاب ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ماہرِ اقبالیات نے یک جا کر دیا۔ ابتدا میں "محور" کا تفصیلی تعارف درج ہے۔ آخر میں "محور میں ذخیرۂ اقبالیات" کے عنوان سے جامع فہرست شامل ہے۔

اسی طرح پنجاب یونیورسٹی ہی کا دوسرا میگزین جرنل آف ریسرچ ہے جو سال میں دو بار شائع ہوتا رہا ہے۔ اِس کے اہم مضامین ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب ہی نے یک جا کیے ہیں۔ آغاز میں جرنل آف ریسرچ کے متعلق نوٹ ہے۔ آخر میں فہرست اقبالیات (مندرجہ جرنل آف ریسرچ) ہے۔

جعفر بلوچ کی نظر سیارہ کی طرف گئی کہ یہ رسالہ بھی تو ۱۹۶۲ء سے اب تک ۲۔ اقبال نمبر شائع کر چکا ہے۔ عام شماروں میں بھی اقبال کے متعلق تحریریں آتی رہیں۔ جعفر بلوچ صاحب نے چند اہم مضامین کو ۲۲۷ صفحے کے اس مجموعے میں پیش کر دیا ہے۔ شروع میں تعارفِ سیارہ ہے۔ آخر میں "اشاریۂ مضامین" جو ۲۲ صفحے پر پھیلا ہوا ہے۔

واضح رہے کہ کاغذی پردوں کے پیچھے اس سارے سلسلۂ تحقیق کے نگران اور روحِ رواں ڈاکٹر وحید قریشی معلوم ہوتے ہیں۔ جبھی تو اتنا بڑا کام ہو گیا۔

آزادیٔ عورت | تالیف: جناب رانا صابر نظامی۔ ناشر: ادارۂ تفہیم الاسلام۔ قذافی مارکیٹ، ۴ اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۳۶۸۔ دبیز رنگین ٹائیٹل۔ قیمت: ۶۰/ روپے

رانا صابر نظامی ہمارے بڑے ذہین دوست ہیں اور مختلف موضوعات پر بے تکان لکھتے ہیں۔ ان کی اتنی کتابیں چھپ چکی ہیں کہ ان کے اونچے مقام سے دل مرعوب ہو جاتا ہے۔ ان کی یہ تازہ کتاب وقت کے ایک بڑے نزاعی مسئلے پر دلچسپ مجموعۂ افکار ہے۔ بلکہ اسے عطرِ مجموعہ کہنا چاہیے۔ اِس کتاب میں جن لوگوں کے افکار شامل ہیں، ان میں جناب غلام احمد پرویز، سگمنڈ فرائیڈ، محمد ظفیر الدین صاحب، امیر محمد صادق صاحب، سید مودودیؒ، مولانا مودودیؒ کی کتاب کی تنقید و تنقیص کا مضمون از جناب علامہ ناصر الدین البانی صاحب، ایرانی شیعہ خاتون لیڈر جناب زہرا خانم اہلیہ

وزیراعظم ایران حسین موسوی کا انٹرویو (۲۵ فروری ۱۹۸۸ء کو نوائے وقت کے ایک پینل نے لیا) ۔عبدالنور راغب سلفی صاحب (اسلام میں گانے بجانے کا مسئلہ) مولانا محمد یوسف کوکن پوری، بلقیس خانم اور آخر میں جرمِ قلم کشی کا یہ گنہ گار بھی اس عظیم صف میں شامل ہے۔ بیچ میں جگہ جگہ رانا صابر نظامی صاحب کے اپنے رشحاتِ قلم وسیع پیمانے پر موجود ہیں۔ اور اُن کی بعض باتیں قابلِ داد ہیں۔

عورت کوئی ایسا وجود نہیں جو پورے نظامِ تمدن و معاشرہ سے الگ ایک وجود ہو اور اسے ایک مخصوص مسئلہ قرار دے کر بحثیں کی جائیں۔ وہ زندگی کے ہر مسئلہ سے تعلق رکھتی ہے اور اس وجہ سے بے شمار مسائل اور بحثیں اس کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً آج کے "دو تہذیبی ٹکراؤ" کے ماحول میں ہر "مسئلۂ زن" پہلے سے زیادہ اُلجھ گیا ہے، کیونکہ اب اس کے کئی کئی جواب اور ہر جواب کے ساتھ خاص نظریات موجود ہیں۔

رانا صابر نظامی صاحب اگر موجودہ تہذیبی تصادم و کشمکش میں جب کہ لادینیت اور مادہ پرستی اپنے ایک ایک تمدنی اُصول و شعار کو ہم پر ٹھونس رہی ہے اور ہمارے اپنے اقدار و شعار کے ٹکڑے اُڑ رہے ہیں، اپنی اور اسلام اور مسلم عورت کی حیثیت کو خوب سمجھ کر متعین کرتے اور پھر رنگا رنگ بحثیں جمع کرنے کے بجائے ایک خاص اثباتی اور تعمیری نقطۂ نظر کی پرورش کرتے تو وقت کا ایک بڑا فریضۂ جہاد ادا کرنے میں ان کا خاص حصہ ہوتا۔ آپ کو غور سے سمجھنا چاہیے تھا کہ ملحدانہ مادہ پرست تہذیب نے جس طرح خدا، کائنات، انسان، معیشت، سیاست، اخلاق وغیرہ کے متعلق اپنے نظریے دیئے ہیں۔ اسی طرح عورت کے متعلق بھی ایک جامع تصور علمی و ادبی سطح پر بھی اور عمل کے اسٹیج پر بھی پیش کر دیا ہے اور بہ حیثیت غالب قوت کے اس کا ساحرانہ اثر ساری دُنیا پر ڈال دیا ہے اور لوگ اپنے فلسفوں اور تمدنوں اور مذہبوں کی تصحیح کر کے مغربی تصورات کی لائن پر آ رہے ہیں۔ اِس لادینی مادی تہذیب کے مقابلے میں دُنیا کے دوسرے مذاہب تو کیا، خود عیسائیت نے (اپنی کمزور بنیادوں کی وجہ سے) شکست تسلیم کر لی۔ صرف ایک خدا پرست مزاحم قوت اسلام کی تھی، سو ہماری ایک بڑی تعداد

نے اس کی مرمت شروع کر دی ہے[1]۔

اب سیدھی طرح یا اِدھر سے لڑیئے، یا اُدھر سے معرکہ آرائی کیجیے۔ باہم دِگر ٹکراتی ہوئی بحثوں اور متفرق خیالات کی آویزشوں سے کچھ نہ بنے گا۔ یہ سب باہمی اختلافی تصادمِ افکار حملہ آور قوت کی فتح کا راستہ بناتے ہیں۔ اس کام سے کون سی اصلاح و تعمیر ہوگی اور ہمیں کیا سربلندی ملے گی؟

اِس کتاب کا موضوع جیسی اچھی ترتیب، جتنی تحقیق اور جتنی متانت و سنجیدگی چاہتا تھا، افسوس کہ وہ معیار حاصل نہ ہو سکا۔ میں دو تین مثالیں بے احتیاطی و عدمِ سنجیدگی کی نمونتہً دیتا ہوں۔ ص ۶۹ پر ایک عنوان ہے: "جنسی میل اور مصافحہ جائز ہے"۔ یہ حکمِ خاص، حکمِ عام کی شکل اختیار کر کے نہایت غلط تاثر دیتا ہے ــــ ص ۲۰۵ پہ ہے کہ "نکاح کے لیے عورت اور مرد کا باہم دیدار کرنا ضروری ہے" ــــ ص ۲۰۵ پہ ہی ہے کہ "قرآن اور دیدار" لفظ دیدار کا مفہوم دوسرا ہے اور اس کے ایسے استعمال کی کوئی ثقہ نظیر نہیں ــــ ص ۲۱۰ پہ لکھا ہے کہ اوکاڑہ اسٹیشن پر برقعے والی ایک عورت برقعے کی وجہ سے سیڑھی نہ دیکھ سکی اور لڑھک کر گر گئی ــــ یہ گلی کوچوں اور تھڑوں کا طرزِ استدلال ہے۔ میرے دو چشم دید واقعات سن لیجیے: ایک عورت لاہور اسٹیشن کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اُونچی ایڑی کے جوتے کی وجہ سے بُری طرح گری۔ اِسی طرح میں نے ایک اور خاتون کو اچھرہ موڑ پہ دیکھا کہ وہ سکوٹر کی پچھلی نشست

---

[1] کاش آپ ان خواتین سے جذبہ تازہ لے سکتے جنہوں نے مغربی معاشرے سے نکل کر امریکہ، جرمنی، فرانس وغیرہ میں بطور نومسلم کے پردے کی پابندیاں اپنے اُوپر خود عاید کی ہیں (محترمہ مریم جمیلہ کی مثال یہاں موجود ہے) اور اس اعزاز یافتہ مقبول ترین پاپ سنگر سے جس نے اسلام لانے کے بعد پچھلی ساری زندگی پر خطِ نسخ کھینچ دیا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ قلم کی نوک پر نظریات کے فانوس گھما کر رنگ برنگے تماشے کرنے سے زیادہ کسی بات کے اہل نہیں۔ زبانیں چل رہی ہیں، قلم چل رہے ہیں، جیسے آڈیو، وڈیو ٹیپ چل رہے ہیں، مگر چاروں طرف قبریں ہیں، جن میں کوئی زندگی نہیں ہے۔

پر بیٹھی تھیں کہ اُن کی ساڑھی پہیے میں اُلجھ گئی اور وہ گر کر سکوٹر کے ساتھ گھسٹتی چلی گئیں۔ جب کہ بدن سے ساڑھی کا زیادہ حصہ الگ ہو چکا تھا۔ اب ان چیزوں سے اُونچی ایڑی اور ساڑھی کے خلاف دلیل بازی معقول بات نہ ہوتی۔ اِسی طرح سڑک یا کارخانے یا مشینوں کے ہر ایکسیڈنٹ میں کوئی ایسی وجہ شامل ہوتی ہے جسے کوئی چاہے تو مستقل اُصولی دلیل بنالے۔

بہر حال آپ نے جو محنت کی ہے، اس کو سامنے رکھ کر کام کا نیا نقشہ بنایئے۔

بہادروں کی کہانیاں | از جناب سید نظر زیدی (رفیق ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور۔

ناشر: ادارۂ بتول، لاہور۔ کاغذ، طباعت، ٹائیٹل مناسب۔ قیمت: ۱۲/- روپے

سید نظر زیدی کے قلم کی تخلیق کردہ دنیا میں خاصا بڑا حصہ بچوں کے لیے خاص ہے۔ بہادروں کی کہانیاں بھی بچوں ہی کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اِس کتاب میں ۲۷ کہانیاں ہیں، جو مسلم طرزِ فکر سے لکھی گئی ہیں۔ اور ہر کہانی ہماری تاریخ کا کوئی ورق ہے اور ہر کردار ویں سے لیا گیا ہے۔ یہ کہانیاں معلومات بھی دیتی ہیں، جذبات بھی پیدا کرتی ہیں اور بچوں کے لیے دلچسپی بھی اپنے اندر رکھتی ہیں۔

انصاف (اشاعت خصوصی) | زیر سرپرستی ڈاکٹر محمد یونس صاحب۔ باہتمام: روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن، اراکان برما۔ زرِ تعاون (شاید خاص اس ضخیم شمارہ کے لیے)، پاک و ہند -/۶ روپے۔

عربی اُردو زبانوں میں ملا جلا یہ دوماہی رسالہ اراکان کی اسلامی تحریک کا ترجمان ہے۔ اور ہر شمارہ مسلمانِ برما کے مصائب کا وثیقہ ہوتا ہے۔ دُنیا کے جن چند خطوں میں مسلمان سخت تنگی میں مبتلا ہیں۔ اُن میں سے ایک برما کا علاقہ بھی ہے۔ اِس خاص نمبر میں عالم اسلام کے متعلق اور بھی بہت سے احوال درج ہیں۔ اور مفید معلومات شامل ہیں۔

المصباح | نگرانِ اعلیٰ عارف محمود - باہتمام جمعیت طلبہ عربیہ پاکستان، ۱۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ، لاہور نمبر ۱۶ - قیمت فی شمارہ ۴/- روپے - سالانہ ۲۵/- روپے۔

اِس اشاعتِ خاص میں مولانا محمد چراغ علیہ الرحمہ کے سانحۂ رحلت پر مضمون ہے۔ تسخیرِ جلال آباد میں تاخیر کے اسباب بھی بیان کئے گئے ہیں، پھر زیادہ تر مختلف علاقوں کی سالانہ رپورٹیں ہیں جن میں کارکردگی بیان کی گئی ہے۔

تحریکِ اسلامی سے متعلق چند باتیں | ڈاکٹر عنایت اللہ خان اندرابی - ناظم اعلیٰ اسلامی جمعیت طلبہ، جموں وکشمیر، سری نگر - قیمت: ۳/- روپے

سفید کاغذ پر صاف کتابت وطباعت کے ساتھ یہ رسالہ مسلم انسٹی ٹیوٹ لندن کی صفائی دیتے ہوئے تحریکِ اسلامی کے لوگوں کو باندازِ دگر درسِ انقلاب دیتا ہے۔ ساری ترجمانی اس فلاسفی کی ہے جس کا سرچشمہ ایران کا قم بنا - ڈاکٹر کلیم صدیقی کا راگ ہم نے بارہا سُنا - اُن ہنگاموں کا بھی ہمیں علم ہے کہ جو ان کی مختلف کانفرنسوں میں اُٹھے - آپ ان کی صفائی کیا دیں گے - سعودی عرب پر اعتماد نہیں، لہٰذا جدوجہد ہونی چاہیے کہ صحیح اسلامی حکومت قائم ہو - (وہ جدوجہد کیا ہوگی، کیسے ہوگی اور اُسے آپ امریکہ اور رُوس، اسرائیل اور عربستان کی داخلی متصادم قوتوں سے کیسے بچائیں گے) جب تک ایسا نہ ہو، متقی علما پر مشتمل ایک عالمی کمیشن سعودی عرب میں مستقل سیکرٹری ایٹ قائم کرکے حج سے متعلق اُمور کی دیکھ بھال کرے - سوال یہ ہے کہ ایسی حکومت در حکومت چلے گی کیسے؟ کوئی حکومت اپنے ملازمین اور خزانے یا اپنے اختیارات کو دوسروں کے حوالے کرکے باقی رہ ہی نہیں سکتی۔ سطحی باتیں کرنے کے بجائے اس پر ٹھوس بحث کیجیے - وابستگی اسلامی جمعیت طلبہ سے ہے؟ اور خطابات تحریکِ اسلامی سے؟ اور طرزِ بیان ایجی ٹیٹرز جیسا؟ یعنی جہاں جو ڈھانچے قائم ہیں وہاں بھی عالمی طاقتوں کے لیے اکھاڑے بنائیے اور پھر آرام سے تسبیح پڑھیے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ساتھ سرگرم رہنے والا مولانا مودودیؒ کا یہ خاص فدائی ہماری یادوں کی دُنیا میں آباد رہے گا اور آئندہ نسلیں اسے اس کی چند مطبوعات کے ذریعے جانیں گی۔ حق تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس نیک روح کو جنت میں جگہ ملے گی۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ مزید ایک رنجدہ واقعہ سامنے آگیا۔ قیم جماعتِ اسلامی پاکستان، چوہدری محمد اسلم سلیمی صاحب کے بڑے بھائی بھی انہی دنوں وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کو نظر انداز فرمائے اور ان کی نیکیاں قبول کر کے اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے۔

واقعات متعدد تھے، رسالے میں گنجائش نہیں تھی۔ متوفیان کا صرف اجمالی تذکرہ کیا جا سکا۔ اگر آئندہ کے لیے تفصیلی حالات احباب نے لکھ دیئے تو پیش کیے جائیں گے۔ اِس وقت التماس ہے کہ قارئین سب کے لیے مغفرت کی دُعا کریں۔ اللہ سب کے لواحقین کے لیے صبر کی اور ان کے غم کے عوض عطائے خاص کی دولت ارزانی فرمائے۔ آمین۔

(بقیہ مولانا محمد چراغ کی یاد میں)

اپنے مدرسے کے دروازے ہمیشہ وا کیے رکھے۔ چنانچہ اُن کے تلامذہ میں اگر ایک طرف مولانا محمد عبداللہ امیر جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کا نام نظر آتا ہے تو دوسری جانب اثنا عشری مکتبِ فکر کے مشہور رہنما مفتی جعفر حسین مجتہد بھی مولانا کے شاگردوں میں سے ہیں ــــ فقہی بُعد الطرفین رکھنے والے طلبہ کو بھی اپنے مدرسہ جامعہ عربیہ میں مہر و محبت کی فضا میں تعلیم سے آراستہ کرنا ہی بیسویں صدی میں مولانا کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اختلافِ مسلک رکھنے کے باوجود تمام طلبا کو انہوں نے انتہائی شفقت و فراخ دلی کے ساتھ علم و عرفان سے سیراب کیا۔ (باقی)